www.FaizAhmedOwaisi.com

# فجر کی نماز روشنی میں پڑھنا کیسا؟

تصنیف لطیف

مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی

www.FaizAhmedOwaisi.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

# فجر کی نماز روشنی میں پڑھنا کیسا؟

تصنیف لطیف


شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ

# عرضِ ناشر

حدیث پاک میں ہے جس نے میری سنت پر عمل کیا وہ کل بروزِ قیامت میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔
سرکارِمدینہ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نمازِ فجر روشنی میں ادافرماتے یعنی صبح صادق سے بہت دیر بعد نمازِ ادافرماتے۔

اگرچہ بوقت ضرورت نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھ لینا بھی جائز ودرست ہے مگر زیادہ ثواب اور افضیلت یہی ہے کہ نمازِ فجر کھلی روشنی میں ادا کی جائے۔

مگر کیا علاج غیر مقلدین کا کہ ان کے نزدیک نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔اس رسالے میں حضرت علامہ مولانا حافظ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی نے غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات اور فجر کی نمازِ روشنی میں پڑھنے کے دلائل احادیث مبارکہ سے ثابت کئے ہیں۔

اللہ تعالی ہر مسلمان کو دین کی صحیح سمجھ اور سرکارِعالی وقار ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
بجاہ النبی الامین ﷺ

سگِ عطار واُویسی
محمد کاشف اشرفی عطاری

## باب ۱

غیرمقلدین کے نزدیک صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنا زیادہ ثواب ہے اور حنفیوں کے نزدیک روشنی اچھی طرح پھیلنے پر زیادہ ثواب ہے۔ کم ازکم آدھ گھنٹہ پہلے طلوع شمس سے پہلے جماعت کی جائے۔ ہم احناف کے دلائل پہلے عرض کرتے ہیں پھر غیرمقلدین کے اعتراضات کے جوابات عرض کرونگا۔ انشاء اللہ

(۱)عن عبداللہ بن مسعود قال مارایت رسول اللہ ﷺ صلی صلوۃ الا لمیقا الا صلواتین صلوٰۃ المغرب والعشاء بجمیع وصلی الفجر یومئذ قبل وقتھا لفلس۔

(رواہ مسلم فی صحیحہ فی کتاب الحج ورواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی اکرم ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو تمام نمازوں کو اپنے وقت میں پڑھتا دیکھا ہے صرف مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا اور اسی دن صبح کی نماز اندھیرے میں ادا فرمائی۔

### فائدہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کو اندھیرے میں ادا کرنے کو نبی اکرم ﷺ کی خلاف عادت بیان فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ امام مسلم کی صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں

وفی ھذہ الروایات کلھا حجۃ لابی حنیفہ بحق استحباب الصلوۃ فی آخر الوقت فی غیر ھذا الیوم۔

یعنی ان روایات سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نمازوں کو آخر وقت میں پڑھنا۔ سوائے مزدلفہ میں حج کے ایام میں مستحب ہے اور ان کا استدلال ان احادیث سے حق ہے۔

### فائدہ

اس سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ ہمیشہ فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھتے تھے ورنہ مزدلفہ میں خلافِ عادت کا کیا معنی اور یہ بھی نہیں کہ آپ نے اصلی وقت سے پہلے پڑھ لی ہو یہ تو صرف مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو یکجا پڑھنے کا حکم ہے اور بس۔

(۲) امام نسائی اپنی صحیح میں حدیث روایت کرتے ہیں کہ

**ان رسول اللہ ﷺ قال ما اسفر تم بالصبح فانہ اعظم للاجر۔**

رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے تم صبح کی نماز خاص روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ روشنی میں ادا کرنے میں بہت زیادہ ثواب ہے۔

## فائدہ

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا استدلال حق ہے اور یہی مسلک احادیث کا ترجمان ہے دیکھئے اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھ لینے میں بھی حرج نہیں لیکن کام وہ اچھا جس سے اجر وثواب زیادہ ہو اور وہ صبح کی نماز کو روشنی میں ادا کرنے میں ہے۔ چنانچہ حدیث میں ارشاد سے ثابت ہوا اور اس حدیث شریف کی اسناد بھی صحیح ہے چنانچہ امام اعظم نے اپنی سند یوں بیان فرمائی

**اخبرنا ابراھیم بن یعقوب حدثنا ابن ابی مریم ،اخبرنا ابو غسان حدثنی زیدبن اسلم عن عاصم بن عمر بن قتادہ عن محمود بن لبید عن رجال من قومہ من الانصار ان رسول اللہ ﷺ۔**

ان راویوں میں تدلس کوئی بھی نہیں سب کے سب ثقہ اور معتبر راوی ہیں کیونکہ ابراہیم بن یعقوب ثقہ اور حافظ اور گیارہویں طبقہ سے ہیں اور ابن ابی مریم یعنی سعید بن الحکم مصری بھی ثقہ ثبت اور فقیہ دسویں طبقہ میں اور اکابر محدثین سے ہیں۔ اس طرح ابوغسان یعنی محمد بن مطرف مدنی ثقہ اور محدثین طبقہ سے ہیں اور زید بن اسلم مدنی تھے فقیہ عالم اور مرسل اور طبقہ ثالثہ حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ بھی مدنی اور ثقہ اور حفاظ کے بڑے عالم اور طبقہ رابعہ سے شمار ہوتے اور محمود بن لبید بھی مدنی ہیں صحابی تھے اور صغیر کذا فی التقریب پھر اس حدیث کی روایت کو یہ شرف حاصل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے

**(۳) عن رافع بن خدیج قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اسفر وابا لفجر فانہ اعظم للاجر۔**

(رواہ الترمذی)

رافع بن خدیج سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھو کیونکہ اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔

**وقال ھذا حدیث صحیح ورواہ ابو داؤد ، نسائی وابن ماجہ و بیہقی وطبرانی وابن حبان وابو داؤد طیالسی بالفاظ مختلفہ۔**

**فائدہ**

جس عمل کے لئے خود حضور ﷺ فرمائیں کہ اسی میں بہت بڑا ثواب ہے پھر ہم کون لگتے ہیں اگر مگر کرنے والے ولہٰذا ایک عاشق رسول اور کلمہ گو کے لئے تو اپنے نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہی کافی ہے۔امام ترمذی اس روایت کو نقل کر کے آخر میں لکھتے ہیں

**وفی الباب عن ابی برزۃ وجابر وبلال و حدیث رافع بن خدیج حدیث حسن صحیح وقدر آی غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین الا سفار بصلوۃ الفجر وبہ یقول سفیان الثوری۔**

یعنی اس بارے میں حضرت ابوبرزہ وجابرو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے اور مذکور حدیث رافع بن خدیج کی حدیث حسن صحیح ہے۔صبح کی نماز روشنی میں ادا کرنا اہل علم،صحابہ کرام اور تابعین کا مذہب ہے اور یہی قول سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی ہمارا مذہب (حنفیوں) کا ہے۔

(۴) ابوداؤد،طیالسی،ابن ابی شیبہ،اسحاق ابن راہویہ،طبرانی نے معجم میں حضرت رافع بن خدیج سے روایت کی

**قال قال رسول اللہ ﷺ لیلال یا بلال نور بصلوۃ الصبح حتی یبصر القوم مواقع نبلیھم من الاسفار۔**

فرماتے ہیں کہ حکم دیا حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے بلال نماز صبح میں اوجیالا کر لیا کرو یہاں تک کہ لوگ اوجیالے کی وجہ سے اسے اپنے پھینکے ہوئے تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیا کرے۔

**فائدہ**

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے نمازِ فجر ایسے وقت پڑھنے کا حکم دیا جبکہ تیر انداز اپنے تیر گرنے کی جگہ کا مشاہدہ کر سکے اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب خوب روشنی ہو۔

(۵) دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

**قال قال رسول اللہ ﷺ من نور بالفجر نور اللہ فی قبرہ وقلبہ وقیل صلوتہ۔**

فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی اکرم ﷺ نے جو نمازِ فجر روشنی میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور دل میں روشنی کرے۔

## فائدہ

ایک روایت میں ہے کہ اس کی نماز میں روشنی کرے۔

(۶) طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی

قال قال رسول اللہ ﷺ لاتزال امتی علی الفطرۃ ماسفر ولصلوۃ الفجر۔

فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری امت دین فطرت پر رہے گی جب تک کہ نمازِ فجر اوجیالے میں پڑھے۔

(۷) طحاوی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے بالفاظ مختلفہ حضرت یسار ابن سلامہ سے روایت کی

قال دخلت مع ابی علی ابی برزۃ یساء لہ ابی عن صلوۃ رسول اللہ ﷺ فقال کان ینصرف من صلوۃ الصبح والرجل یعرف وجہ جلیسہ وکان یقراء فیھا بالستین الی۔

میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابو برزہ صحابی کے پاس گیا۔ میرے والدأن سے حضور ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نمازِ صبح سے اُس وقت فارغ ہوتے تھے۔ جب ہر شخص اپنے ساتھی کا چہرہ پہچان لیتا تھا حالانکہ حضور اکرم ﷺ ساٹھ سے سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

(۸) طحاوی شریف نے حضرت عبدالرحمٰن ابن یزید سے روایت کی

قال کنا لصلی مع ابن مسعود فکان یسفر فی الصلوۃ الصبح۔

فرماتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتے تھے آپ خوب اُجیالے میں نماز پڑھتے تھے۔

(۹) بیہقی نے سنن کبریٰ میں ابوعثمان نہدی سے روایت کی۔

قال صلیت خلف عمر الفجر فما بسلم حتی ظن الرجال ذو العقول ان الشمس طلعت فلما سلم قالو ا یا امیر المومنین کاوت الشمس تطلع قال فتکلم ۔ بشی ء لم افھمہ فقلت ای شیی قال قالو الواطلعت الشمس لم تجدنا غافلین۔

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازِ فجر پڑھی تو آپ نے نہ سلام پھیرا یہاں تک کہ سمجھدار لوگوں نے سمجھا کہ سورج نکل آیا جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین سورج نکلنے والا ہے۔ آپ نے کچھ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا لوگوں نے بتایا کہ یہ فرمایا اگر سورج نکل آتا تو ہم کو غافل نہ پاتا۔

(۱۰) بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی

قال صلی بنا ابو بکر صلوۃ الصبح فقرا ال عمران فقالو ا کادت الشمس تطلع قال لو طلعت لم تجدنا غافلین۔

فرماتے ہیں کہ ہم کوابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر پڑھائی اس میں سورۂ آل عمران پڑھی۔لوگوں نے کہا کہ سورج نکلنے کے قریب ہے۔آپ نے فرمایا کہ اگر نکل آتا تو ہم کو غافل نہ پاتا۔

(۱۱) طحاوی اور ملاخسرو محدث نے اپنی مسند میں امام اعظم ابوحنیفہ سے انہوں نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کی

قال ما اجتمع اصحاب رسول اللہ ﷺ علی شی ء کاجتما عھم علی التنویر فی الفجر والتعجیل فی المغرب قال الطحاوی لا یصح ان یجتمعو علی خلاف ماکان علیہ رسول اللہ ﷺ۔

فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ کسی مسئلہ پر ایسے متفق نہ ہوئے جیسے نمازِ فجر کی روشنی اور نمازِ مغرب کی جلدی پر متفق ہوئے۔امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کے خلاف عمل پر متفق ہو جائیں۔

## فائدہ

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہم خوب اوجیالے میں نمازِ فجر پڑھتے تھے حتیٰ کہ لوگوں کو سورج نکل آنے کا شبہ ہو جاتا تھا اور صحابہ کرام کا متفقہ عمل اس پر تھا کہ نمازِ فجر خوب روشنی میں پڑھی جائے۔

(۱۲) طحاوی شریف نے حضرت علی ابن ربیعہ سے روایت کی

قال سمعت علیا یقول یا قنبرا اسفر اسفر۔

فرماتے ہیں میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے اے قنبر اوجیالا کر واوجیالا کرو۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خوب اُجیالے میں نمازِ فجر پڑھتے تھے جیسا کہ اسفر دوبار فرمانے سے معلوم ہوتا ہے۔

## انکشاف

غیر مقلدین عموماً خوارج کے طریقے اپناتے ہیں بالخصوص ان کے اوقات الصلوۃ خوارج کی پیروی میں ہیں

خوارج کو تو حضرت علی و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ضد تھی اسی لئے انہوں نے ایسی احادیث کا سہارا لیا جن میں تو ہوجائیگی زیادہ ثواب ملے یا نہیں۔ خوارج کی تاریخ پڑھ لیں ان کے اوقات الصلوۃ اور غیر مقلدین میں کون سا فرق ہے۔

## احناف پر فضل رب تعالیٰ

احناف کے سربراہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فقاہت کی دولت بخشی کہ آپ کی کوشش ہوتی کہ مسئلہ سے متعلق جملہ احادیث پر عمل ہو اور غیر مقلدین اس دولت سے محروم ہیں اسی لئے وہ مسئلہ کے متعلق کی بعض احادیث کے عمل سے محروم ہوجاتے ہیں مثلاً صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا زیادہ اجر دوسرا جتنا جماعت میں لوگ زیادہ ہوں اتنا نماز یا جماعت کا ثواب زیادہ ہوگا اور عام مسلمانوں کو سہولت دینا بھی احادیث پر عمل ہے اور ان تمام پر عمل احناف کو ہے مثلاً اوجیالے میں نماز پڑھنا زیادتی جماعت کا ذریعہ ہے کیونکہ اکثر مسلمان صبح کو دیر سے اُٹھتے ہیں۔ اگر جلدی بھی اُٹھیں تو اُس وقت استنجاء بعض کو غسل وضو کرنا سنتیں پڑھنا ہوتی ہیں۔ بعض لوگ اُس وقت سنتوں کے بعد استغفار اور کچھ اعمال اذکار کرتے ہیں، اندھیرے میں فجر کی جماعت کر لینے میں بہت سے لوگ جماعت سے یا تکبیر اولیٰ سے رہ جاتے ہیں۔ اوجیالے میں پڑھنے سے تمام نمازی بخوبی جماعت کی تکبیر اولیٰ میں شرکت کر سکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو درازِ قرأت سے منع فرمادیا تھا کہ اُن کے مقتدیوں پر بوجھ ہوتی تھی جس چیز سے جماعت کم ہوجائے اُس سے پرہیز کرنا بہتر ہے جو جماعت کی زیادتی کا سبب ہو وہ بہتر ہے اندھیرا جماعت کی کمی کا سبب ہے۔ اسفار (اُجالا) جماعت کی زیادتی اور مسلمانوں کی آسانی کا ذریعہ لہٰذا اسفار بہتر ہے نیز اندھیرے میں مسلمانوں کو مسجد میں آنا دشوار ہوگا۔ اوجیالے میں آسان چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اندھیرے میں عین نماز کی حالت میں شہید کیا گیا تو صحابہ کرام نے فجر میں بہت اوجیالا کرنے کا اہتمام کیا جیسا کہ طحاوی شریف میں ہے۔

## عقلی دلیل نمبر۱

نمازِ فجر کو چند امور میں نمازِ مغرب سے مناسبت ہے مغرب رات کی پہلی نماز ہے، فجر دن کی پہلی نماز۔ مغرب کاروبار بند ہونے کا وقت ہے۔ فجر کاروبار کھلنے کا وقت، مغرب نیند کا فجر بیداری کا پیش خیمہ ہے ہمیشہ وقت فجر وقت مغرب کے برابر ہوتا ہے یعنی جس زمانہ میں جتنا وقت مغرب کا ہوگا اُتنا ہی فجر کا۔ جب نمازِ فجر نمازِ مغرب کے مناسب ہوئی تو جیسے نمازِ مغرب اجیالے میں پڑھنا افضل ہے ایسے ہی نمازِ فجر اوجیالے میں پڑھنا بہتر ہے۔

## عقلی دلیل نمبر ۲

فجر کا لغوی معنی ہے روشنی چنانچہ کہاجاتا ہے طریق فجر یعنی کھلا ہوا اور صاف راستہ۔ (المنجد)

اہل علم کو بخوبی معلوم ہے کہ لغت کو اصطلاح سے مناسبت ضروری ہے اور قرآن مجید میں اس کا نام قرآن الفجر ہے نہ کہ صلوٰۃ الغلس یعنی روشنی والی نماز نہ کہ اندھیرے والی اسی لئے صبح کی نماز روشنی میں ادا کرنا قرآن کی عین مراد ہے اور اس کی احادیث قولی و فعلی بھی تاکید کرتی ہیں۔ اندھیرے میں نماز پڑھ لی گئی تو مناسبت نہ رہی بلکہ نقیض کیونکہ روشنی کی نقیض اندھیرا ہے نیز ملائکہ کی حاضری بھی فجر کے نام سے ہے۔ چنانچہ فرمایا

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

**ترجمہ:** بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، ایت ۷۸)

# باب ۲
# سوالات و جوابات

## سوال

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ان النبی ﷺ قال یاعلی ثلث لاتو خرھا الصلوٰۃ اذااتت والجنازۃ اذا حضرات والایم اذا وجدت لھا کفوا۔ (رواہ الترمذی)

حضور ﷺ نے اُن سے فرمایا اے علی تین چیزوں میں دیر نہ لگاؤ۔ نماز جب اُس کا وقت ہوجائے، جنازہ جب حاضر ہو، لڑکی کا نکاح جب اُس کے لئے کفول جائے۔

نیز اسی ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال قال رسول اللہ ﷺ الوقت الاول من الصلواہ رضوان اللہ والوقت الا خر عفو اللہ۔

فرماتے ہیں کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ نماز کا اول وقت رب کی رضا و خوشنودی ہے اور نماز کا آخر وقت اللہ تعالیٰ کی معافی ہے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر نماز اول وقت میں پڑھنی چاہیے۔ حنفی لوگ فجر دیر میں پڑھ کر رب تعالیٰ کی رضامندی سے محروم ہیں۔

## جواب ۱

یہ حدیث خود غیر مقلدوں کے بھی خلاف ہے کیونکہ یہ بھی نمازِ عشاء اور گرمیوں کی ظہر میں تاخیر مستحب و بہتر جانتے ہیں تو یہ بھی خدا کی خوشنودی سے محروم ہوئے جو ان کا جواب ہے وہ ہمارا جواب ہے۔

## جواب ۲

ان حدیثوں میں اول وقت سے وقت مستحب کا اول مراد ہے نہ کہ مطلق وقت کا اول یعنی جب نماز کا مستحب وقت شروع ہو جائے تب دیر نہ لگاؤ۔ نمازِ فجر میں روشنی ہی اول وقت ہے جیسے نمازِ عشاء کے لئے تہائی رات اول وقت ہے کیونکہ یہی مستحب وقت ہے۔

## سوال

مسلم، بخاری اور تمام محدثین نے روایت کی کہ حضور ﷺ ہمیشہ نمازِ فجر غلس یعنی اندھیرے میں پڑھتے تھے لہٰذا حنفیوں کا دیر سے فجر پڑھنا سنت کے خلاف ہے۔

## جواب ۱

غلس کے معنی ہیں اندھیرا خواہ وقت کے اعتبار سے اندھیرا ہو یا مسجد کا اندھیرا۔ حضور نبی پاک ﷺ نمازِ فجر روشنی ہی میں پڑھتے تھے لیکن مسجد میں اندھیرا ہوتا تھا کیونکہ اس دور میں مسجد نبوی شریف بہت گہری بنی ہوئی تھی۔ چھت میں روشن دان وغیرہ نہ تھے اب بھی اگر مسجد نبوی میں روشندان نہ ہوں تو اندر بہت اندھیرا رہے اس صورت میں یہ حدیث اُن احادیث کے خلاف نہیں جو ہم پیش کر چکے۔

## جواب ۲

اگر غلس سے صبح کا اندھیرا ہی مراد ہو تو یہ حضور پاک ﷺ کا فعل شریف ہے اور قول شریف وہ ہے جو فرمایا کہ **اسفر وابالفجر ...... الخ۔** یعنی حضور ﷺ نے خود اندھیرے میں بوجہ ضرورت فجر پڑھی مگر ہم کو اوجیالے میں پڑھنے کا حکم دیا۔ قاعدہ ہے کہ حدیث قولی و فعلی میں تعارض معلوم ہو تو حدیث قولی کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ فعلی حدیث میں خصوصیت کا احتمال ہے مثلاً حضور ﷺ نے خود نو بیویاں نکاح میں رکھیں مگر ہم کو چار بیویوں کی اجازت دی۔ ہم حکم پر عمل کر کے صرف چار بیویاں رکھ سکتے ہیں آپ کے فعل پر عمل نہ کریں گے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ قول عمل پر راجح ہے۔

## جواب ۳

عام صحابہ کرام اوجیالے میں فجر پڑھتے تھے۔ حالانکہ اُنہوں نے حضور ﷺ کا یہ عمل شریف دیکھا تھا معلوم ہوا کہ

حدیث قولی کوترجیح دے کراس پرعمل کرتے تھے دوسری حدیث کولائق عمل نہ سمجھتے تھے۔

## جواب ٤

نمازِ فجر کا اندھیرے میں ہونا قیاسِ شرعی کے خلاف ہے۔اوجیالے میں ہونا قیاس کے مطابق لہٰذا اوجیالے والی حدیث کوترجیح ہوگی کیونکہ جب احادیث میں تعارض ہوتو اُس حدیث کوترجیح ہوتی ہے جومطابق قیاس ہومثلاً ایک حدیث میں ہے

**الوضو مما مسته النار**

آگ کی پکی چیز کھانے سے وضوواجب ہوجاتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے کھانا کھایا نماز پڑھ لی وضو نہ کیا پہلی حدیث خلاف قیاس ہے دوسری مطابق قیاس لہٰذا دوسری حدیث کوترجیح ہوئی۔ پہلی حدیث کی تاویل کی گئی کہ وہاں وضو سے مراد کھانا کھا کر ہاتھ دھونا کلی کرنا ہے ایسے ہی یہاں تاویل کی جائے کہ غلس سے مراد مسجد کا اندھیرا ہے نہ کہ وقت کا بہر حال ترجیح روشنی کی حدیث کو ہے۔

## چیلنج

کوئی وہابی صاحب ایسی مرفوع حدیث پیش کرے جس میں فجر اندھیرے میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہوجیسے ہم نے اوجیالے میں فجر پڑھنے کی ایک دونہیں بہت احادیث پیش کردیں جن میں اس کا حکم دیا گیا ہے کہ نماز اوجیالے میں پڑھو اور وہ بھی بخاری ودیگر صحاح ستہ سے جن کے لئے وہ ہر مسئلہ میں کہتے ہیں بخاری دکھاؤ وغیرہ۔

## جواب ٥

اندھیرے کی تمام احادیث بیانِ جواز کے لئے ہیں اور اجیالے کی تمام احادیث بیان استحباب کے لئے لہٰذا دونوں حدیثیں موافق ہیں مخالف نہیں یعنی اندھیرے میں فجر پڑھنا جائز ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس کا حکم دیا اور جائز اس لئے کہ ضرورت پڑجاتی ہے جیسے سفر پر جانا ہے یا گاڑی وغیرہ کا وقت آجاتا ہے وغیرہ وغیرہ اور استحباب دائمی عمل ہے۔الحمدللہ ہم احناف کوحضور ﷺ کا دائمی عمل نصیب ہے اور وہابی غیر مقلدین ضرورت پر گزارا کررہے ہیں۔

## سوال

**عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت کان رسول اللہ ﷺ یصلی الصبح فتنصرف النسآء متلفعات بمروطهن ما یعرفن من الغلس۔** (رواہ البخاری)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نمازِ صبح سے ایسے وقت فارغ ہوتے تھے کہ عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی مسجد سے واپس ہوتیں اور اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔

معلوم ہوا کہ نمازِ فجر اتنی جلدی شروع کرنا سنت ہے کہ جب ساٹھ یا سو آیتیں پڑھ کر نماز سے فارغ ہو تو کوئی نمازی اندھیرے کی وجہ سے پہچانا نہ جا سکے۔ حنفی اتنا اوجیالا کر کے فجر پڑھتے ہیں کہ شروع نماز کے وقت ہی لوگ پہچانے جاتے ہیں اُن کا یہ عمل سنت کے خلاف ہے۔

## جواب

اس کے جوابات گزر چکے کہ یا تو یہ مسجد کا اندھیرا ہوتا تھا نہ کہ وقت کا یا اس عمل شریف پر حضور ﷺ کے فرمان اور حکم کو ترجیح ہے وغیرہ۔ ہاں یہ بھی ہوسکتا ہے وہ یہ کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں عورتوں کو جماعت نماز میں حاضری کا حکم تھا اُن کے لحاظ سے نمازِ فجر جلدی پڑھی جاتی تھی کہ وہ بیویاں پردہ سے گھر چلی جائیں پھر عہد فاروقی میں عورتوں کو مسجد سے روک دیا گیا تو یہ رعایت بھی ختم ہوگئی۔ عورتوں کو کیوں روکا گیا اس کی وجہ اور تشریح فقیر کی ''شرح البخاری'' میں پڑھئے۔

## سوال

ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی

**قالت ما صلے رسول اللہ ﷺ صلوۃ لوقتھا الا خر مرتین حتی قبضہ اللہ۔**

فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے دو دفعہ بھی کوئی نماز آخر وقت میں نہ پڑھی یہاں تک کہ رب نے آپ کو وفات دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام نمازیں خصوصاً نمازِ فجر اول وقت پڑھنا حضور ﷺ کی دائمی سنت ہے یہ حکم مسنوخ نہ ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے آخر حیات شریف تک اس پر عمل کیا افسوس کہ حنفی ایسی دائمی سنت سے محروم ہیں جو حضور ﷺ نے ہمیشہ کی۔

## جواب ۱

یہ حدیث صحیح بھی نہیں اور اس کی اسناد متصل بھی نہیں کیونکہ اس حدیث کو اسحاق ابن عمر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور اسحاق ابن عمر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کبھی ملاقات نہ کی لہٰذا درمیان میں راوی رہ گیا ہے۔ اس لئے امام ترمذی نے اس حدیث کے ساتھ فرمایا

قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث غریب و لیس اسنادہ بمتصل۔

ابوعیسیٰ نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اوراس کی اسناد متصل نہیں ۔

اس کے حاشیہ میں ہے

لانہ لم یثبت ملاقاۃ اسحق مع عائشۃ۔(رضی اللہ عنہا)

کیونکہ اسحاق کی ملاقات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہ ہوئی۔

لہٰذا یہ حدیث قابل عمل نہیں افسوس ہے کہ وہابی ہم سے تو بالکل صحیح اور مرفوع حدیث کا مطالبہ کیا کرتے ہیں اور خود ایسی ضعیف اور نا قابل عمل حدیثیں پیش کر دینے میں تامل نہیں کرتے ۔

## جواب ۲

یہ حدیث بہت احادیث کے خلاف ہے کیونکہ حضور ﷺ نے بہت دفعہ نمازیں آخر وقت پڑھی ہیں ۔ جب حضرت جبریل نماز کے اوقات عرض کرنے آئے تو انہوں نے دودن حضور ﷺ کو نمازیں پڑھائیں پہلے دن تمام نمازیں اول وقت میں دوسرے دن آخر وقت میں ۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے نماز کے اوقات پوچھے تو آپ ﷺ نے اُسے دودن اپنے پاس ٹھہرایا۔ ایک دن نمازیں اول وقت میں پڑھائیں دوسرے دن آخر وقت ۔تعریس کی رات میں حضور ﷺ نے فجر کی نماز قضاء پڑھی ۔غزوۂ خندق میں حضور ﷺ نے کئی نمازیں قضاء کرکے پڑھیں ۔ عام طور پر سفر میں حضور ﷺ نمازِ ظہر آخر وقت اور عصر اول وقت پڑھتے تھے ۔ایسے ہی مغرب آخر وقت عشاء اول وقت پڑھتے تھے ۔ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نمازِ فجر کے لئے بالکل آخر وقت تشریف لائے اور بہت جلد فجر پڑھائی بعد میں فرمایا کہ آج ہم ایک خواب دیکھ رہے تھے کہ رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت ہمارے سینہ اقدس پر رکھا۔( مشکوٰۃ باب المساجد )

غرضیکہ حضور ﷺ نے بارہا نمازیں آخر وقت میں پڑھیں اوراس حدیث میں ہے کہ آپ نے کوئی نماز آخر وقت میں دوباربھی نہ پڑھی لہٰذا یہ روایت نا قابل عمل ہے۔

## الزامی جواب

یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے پھر تم نمازِ عشاء آخر وقت یعنی تہائی رات گئے پڑھنا مستحب کیوں کہتے ہو اور گرمیوں میں ظہر آخر وقت میں مستحب کیوں بتاتے ہو جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا۔

## سوال

تم نے جو حدیث پیش کی تھی کہ فجر کو اُجیالے میں پڑھو اُس میں اُجیالے سے مراد صبح صادق کی وہ روشنی ہے جس سے وقت فجر آجانا یقینی ہو جائے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ فجر شک کی حالت میں نہ پڑھو بلکہ یقین ہو جائے کہ وقت ہو گیا تب پڑھو وہاں اسفار سے وہ روشنی مراد نہیں جو حنفیوں نے سمجھی یعنی خوب اجالا بہت سے محدثین نے اس کا یہ ہی مطلب بیان کیا۔

## جواب

غیر مقلدین کا ایسا کہنا غلط اور ان کی سمجھنے کی کمی ہے کیونکہ اتنا اجالا کرنا تو فرض ہے شک کی حالت میں نمازِ فجر پڑھنا جائز ہی نہیں اور یہاں فرمایا گیا کہ اس اُجالے کا ثواب زیادہ ہے یعنی یہ اجالا مستحب ہے نہ کہ فرض۔ لہٰذا اس اُجالے سے مراد وہی روشنی صبح ہے جس میں فجر پڑھنا مستحب ہے اور جو ہم نے معنی کئے وہ ہی درست ہے۔ حدیث سمجھنے کے لئے تفقہ ضروری ہے اور ان کے تفقہ کا حال پتلا ہے، اپنی من مانی بات احادیث کا مطلب بیان کرتے ہیں خواہ دنیا بھر کے محدثین اس کے خلاف ہوں۔ مذکورہ بالا معنی جو غیر مقلدین نے بیان کیا ہے محدثین میں سے کسی نے نہیں بیان کیا اور ان کے مجتہدین ہوتے بھی ایسے ہیں ان کے ایک صاحب استنجا کرنے کے بعد نمازِ وتر پڑھا کرتے تھے۔ کسی صاحب نے اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے حدیث پر عمل کرتا ہوں۔ حدیث میں آتا ہے

من استنجی فلیوتر

جو استنجا کرے چاہیے کہ وتر کرے۔

اس حدیث پاک کا مطلب تو یہ ہے کہ جو استنجا کرے وہ وتر یعنی عدد طاق کو ملحوظ رکھے یعنی تین یا پانچ مرتبہ کرے۔ مگر اس نے یہ سمجھ لیا کہ جو استنجا کرے وہ وتر پڑھے اس جیسے ان کے کئی واقعات ہیں چند ایک فقیر نے ''ھدیۃ السالکین'' میں عرض کئے ہیں۔

یہاں چند قواعد عرض کردوں تا کہ مسلک حق حنفی کی تائید اور غیر مقلدین کی تردید ہو۔

## خاتمہ قواعد

(۱) اندھیرے میں یعنی صبح صادق کے بعد فوراً نمازِ فجر کی نماز پڑھنا جائز ہے اور بعض صحابہ کا مذہب بھی ہے لیکن زیادہ ثواب اور بہت بڑی فضیلت فجر کی نماز صبح صادق سے بہت بڑی دیر بعد پڑھنے میں ہے یہاں تک کہ سورج نکلنے میں باقی

پندرہ بیس منٹ رہ جائیں چنانچہ حدیث شریف میں اعظم الاجر کا لفظ ہے اور اعظم افعل التفضیل کا صیغہ ہے جیسے اپنے بالمقابل دوسرے فعل سے افضیلت لازمی امر ہے اور یہی ہم (حنفی) کہتے ہیں اگر چہ بوقت ضرورت اندھیرے میں فجر کی نماز ادا کر لینے میں حرج نہیں لیکن ثواب اور فضیلت اسی میں ہے کہ صبح کی نماز کھلی روشنی میں ادا کرنی چاہیے۔

(۲) صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرنا ابتدائے اسلام میں تھا بعد میں نبی اکرم ﷺ نے اسے روشنی میں ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا جیسا کہ اصول حدیث کا قانون ہے کہ جس عمل کے لئے حضور تاجدار انبیاء ﷺ لفظ امر سے حکم صادر فرمائیں وہ ابتدائے اسلام کے احکام کو ختم کر دیتا ہے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی یہی عادت تھی کہ وہ ہر اس امر پر عمل فرماتے جو ارشادات نبوی ﷺ سے سب سے پچھلا عمل ہو چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح مسلم باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان میں فرماتے ہیں

عن عبدالله بن عباس رضی الله عنهما قال کانوا اصحاب رسول الله ﷺ یتبعون الا حدث فالا حدث من امره۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے ارشادات گرامی میں سے سب سے پچھلے حکم پر عمل فرماتے یعنی اس کو دائمی امر سمجھ کر حکم شرعی سمجھتے اور ہم کچھ نقول عرض کر آئے ہیں اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فجر کی نماز پوری روشنی پھیل جانے کے بعد ادا فرماتے۔

(۳) فجر کی نماز اسفار میں ادا کرنے کی حدیث متفق علیہ ہے جسے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے بخلاف تغلیس کی احادیث کہ ان میں کوئی حدیث متفق علیہ نہیں۔

(۴) اسفار کی حدیث صحیح کے ساتھ صریح الفاظ اسفار کے ملتے ہیں اور اس میں حضور ﷺ کا امر بھی ہے جسے قولی حدیث کہا جاتا ہے جسے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے بخلاف تغلیس میں کہ اس میں حضور ﷺ نے حکم نہیں فرمایا کہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھو صرف آپ کے بعض اوقات معمولات میں یہ عمل ملتا ہے اور بسا اوقات معمولات بوجہ ضروریات کے ہوتے ہیں اور اصول حدیث کا کلیہ ضابطہ ہے کہ جہاں قولی اور فعلی حدیث میں تعارض ہو تو اس وقت ترجیح قولی حدیث کو دی جائے چنانچہ امام نووی شرح مسلم فی باب تحریم نکاح المحرم میں لکھتے ہیں

والثالث انه اذا تعارض القول والفعل فالصحیح حینئذ عند الا صولیین ترجیح القول

یعنی حضور اکرم ﷺ کے قول و فعل میں تعارض ہو تو اس وقت قول کو ترجیح دی جائے۔

(۵) صبح کی نماز اسفار میں ادا کرنا اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا بلکہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ صحابہ

کرام کااس مسئلے میں بہت زیادہ اتفاق ہے چنانچہ سیدنا امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ما اجتمع اصحاب رسول الله ﷺ فی شئی ما اجتمعوا علی التنویر بالفجر رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ فی مصنفہ و ابو حنیفہ فی مسندہ۔

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی امر میں اتنا متفق نہیں ہوئے جتنا فجر کی نماز کے متعلق اسفار کرنے میں ادا کرنے پر متفق ہوئے۔

روایت مذکورہ کو مذکور دو بڑے اماموں کے علاوہ امام طحاوی نے اپنی کتاب معانی الآثار میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا اور شیخ امام ابن الہمام فتح القدیر میں اور ملا علی قاری نے شرح موطا امام محمد میں اور امام حلبی نے کبیری میں اسے روایت کر کے لکھا

هذا اسناد صحیح ۔

یہ اسناد صحیح ہے۔

## فائدہ

حضرت شیخ سلام بن شیخ الاسلام دہلوی محلی شرح موطا امام مالک میں فرماتے ہیں

وبہ قال ابو حنیفہ واصحابہ وهی روایتہ عن احمد وهی لما شهد لہ عمل اکثر الصحابہ بالاسفار۔

یعنی اس روایت کو سیدنا امام ابوحنیفہ اور ان کے متبعین نے لیا ہے اور یہ امام احمد کی بھی روایت ہے اور اسی روایت کو شہادت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل صبح کی نماز میں یہ تھا کہ روشنی پورے طور پر چھا جاتی پھر وہ صبح کی نماز ادا فرماتے۔

مزید قواعد رسالہ ''الفوائد فی القواعد'' میں پڑھئے۔

هذا آخر ما رقمه قلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ ہجری